ان دونوں شاعروں کی شاعری رنج و غم سے آمیزش ہے بالخصوص ذی موسیہ تو ایسا لگتا ہے کہ رنج و غم، بدقسمتی اور ذلت حصہ میں ملی تھی۔ اپنے اشعار میں اس نے درماندہ اور حیران و پریشان شخص کا ذکر کیا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ اس کی زندگی زہر کا پیالہ تھی۔

ابراہیم ناجی نے اپنے زمانہ کی سیاست اور وطنیت کی تصویر پیش نہیں کی بلکہ اس کی شاعری کا موضوع اس کی اپنی ذات ہے۔ اپنی بدقسمتی اور نا امیدیوں کو قصائد میں پیش کیا۔ اس کے سارے قصائد رنج و غم میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ دو قصیدے "الناي المحترق" اور "العودة" میں اپنے رنج و غم کی داستان اور ایام شباب کے پردرد واقعات کو نہایت اچھے انداز میں قلم بند کیا۔ اس نے ایک ایسی محبت کا ذکر کیا جو وقت سے پہلے مرجھا گئی۔[1] اس کے چند اشعار پیش ہیں:

هذه الكعبة كنا طائفيها　　المصلين صباحا ومساءً
دار أحلامي وحبي لقيتنا　　في جمود مثل ما تلقى الجديد
كم سجدنا وعبدنا الحسن فيها　　كيف بالله رجعنا غرباء
أنكرتنا وهي كانت إن رأتنا　　يضحك النور إلينا من بعيد
رفرف القلب بجنبي كالذبيح　　وأنا أهتف يا قلب اتئد[2]

اس نے قصیدہ میں اپنی افسردگی کی تصویر پیش کی ہے، اس کے یہاں کوئی امید کی کرن نہیں، ابراہیم ناجی کو حال و مستقبل سے کبھی کوئی امید نہیں رہی۔ وہ ہمیشہ ناامیدیوں اور محرومیوں میں ڈوبا رہا۔

---

١. اعلام النثر والشعر في العصر العربي الحديث ٣/١٠٨
٢. مختارات من الشعر العربي الحديث ص ٧٦